99353 ـ اگر بيوى سے دخول نہيں كيا تو ا سكا فطرانہ خاوند كے ذمہ نہيں

سوال

ايك شخص كا عورت سے نكاح ہو چكا ہے، ليكن ابھى اس كى رخصتى نہيں ہوئى تو كيا ا سكا فطرانہ خاوند كے ذمہ ہے ؟

پسنديده جواب

الحمد للہ.

اول:

علماء كرام رحمہم اللہ كا اس ميں اختلاف ہے كہ: آيا جن افراد كا خرچ مرد كے ذمہ ہے ان كے فطرانہ كى ادائيگى بھى اسى كے ذمہ ہو گى يا نہيں ؟

اس ميں دو قول ہيں:

پہلا قول:

انسان پر لازم ہے كہ وہ اپنى جانب سے بھى اور جن افراد كا خرچ اس كے ذمہ ہے اور وہ ان پر خرچ كرتا ہے ان فطرانہ بھى ادا كرے، مثلا بيوى اور اولاد. حنابلہ كا مسلك يہى ہے.

انہوں نے دار قطنى اور بيہقى كى درج ذيل روايت سے استدلال كيا ہے:

ابن عمر رضى اللہ تعالى عنہما بيان كرتے ہيں كہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" جن پر تم خرچ كرتے ہو ان كا فطرانہ بھى ادا كرو "

ليكن يہ حديث ضعيف ہے، دارقطنى، بيہقى، ابن العربى، ذھبى، نووى، اور ابن حجر وغيرہ نے اس حديث كو ضعيف كہا ہے.

ديكھيں: المجموع (6 / 113) اور تلخيص الحبير (2 / 771).

اور مستقل فتوی کمیٹی کے علماء کرام نے بھی یہی قول اختیار کیا ہے، کمیٹی کے علماء سے درج ذیل سوال کیا گیا:

کیا اگر خاوند اور بیوی کے درمیان شدید قسم کا نزاع ہو تو بیوی کا فطرانہ خاوند کے ذمہ ہے ؟

کمیٹی کے علماء کرام کا جواب تھا:

" انسان پر اپنی اور ہر اس شخص کی جانب سے جس کے خرچ کا وہ ذمہ دار ہے اور ان کا خرچ اس پر واجب ہوان کا فطرانہ ادا کرنا لازم ہے، اور ان میں بیوی بھی شامل ہوتی ہے، کیونکہ بیوی کا خرچہ بھی خاوند پر واجب ہے " انتہی.

دیکھیں: فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمية و الافتاء (9 / 367).

اور شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے یہی قول اختیار کیا ہے:

" دوسرا قول:

اپنے علاوہ کسی اور کا فطرانہ دینا لازم نہیں، احناف کا مسلك یہی ہے، اور انہوں نے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے:

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور فطرانہ ایك صاع کھجور یا ایك صاع جو ہر مسلمان غلام اور آزاد مرد و عورت چھوٹے اور بڑے پر فرض کیا "

صحیح بخاری حدیث نمبر (1503) صحیح مسلم حدیث نمبر (984).

تو اس حدیث میں یہ بیان ہوا ہے کہ: ہر ایك مسلمان شخص پر فطرانہ واجب ہے، اور اصل یہ ہے کہ جسے واجب کے ساتھ مخاطب کیا جائے وہ اسی شخص پر واجب ہوتا ہے.

دیکھیں: مجموع الفتاوی ابن باز (14 / 197).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے بھی اس قول کو اختیار کرتے ہوئے کہا ہے:

صحیح تو یہی ہے کہ انسان کا اپنی جانب سے ہی فطرانہ ادا کرنا واجب ہے، اور بیوی پر اپنا فطرانہ خود ادا کرنا واجب ہوگا، اور باپ پر اپنا فطرانہ خود ادا کرنا، اور بیٹی پر اپنا، اس شخص پر نہیں جو بیوی اور رشتہ داروں پر خرچ کرتا ہے، اور اس لیے بھی کہ فرض میں اصل یہ ہے کہ وہ ہر ایك پر بعینہ فرض ہوتا ہے نہ کہ کسی دوسرے پر. انتہی بتصرف.

دیکھیں: الشرح الممتع (6 / 154).

دوم:

خاوند کے ذمہ بیوی کا فطرانہ اس وقت لازم ہو گا جب وہ بیوی پر خرچ کرتا ہو، اور یہ تو معلوم ہے کہ بیوی کا نفقہ اور خرچ اس وقت خاوند کے ذمہ واجب ہوتا ہے جب بیوی اپنے آپ کو خاوند کے سپرد کر دے، اور اسے اپنے ساتھ تعلقات قائم کرنے دے، لیکن اگر بیوی ابھی تک اپنے باپ کے گھر میں ہو، تو اس کا خرچ خاوند کے ذمہ نہیں، اور اسی طرح فطرانہ بھی خاوند کے ذمہ نہیں ہو گا.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

ہر وہ عورت جس کا خرچ اورنفقہ خاوند پر لازم نہیں مثلا جس عورت کی رخصتی نہیں ہوئی اور خاوند کے سپرد نہیں کی گئی، اور وہ چھوٹی عمر کی بچی جس سے استمتاع کرنا ممکن نہیں، تو اس کا خرچ خاوند کے ذمہ لازم نہیں، اور نہ ہی ا سکا فطرانہ خاوند کے ذمہ ہے، کیونکہ وہ ان میں شامل نہیں ہوتی جن کی معونت خاوند کے ذمہ ہے " انتہی.

دیکھیں: المغنی (2 / 361).

اور بہوتی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

جس کا نفقہ خاوند کے ذمہ لازم نہیں ان کا فطرانہ بھی خاوند پر لازم نہیں آتا، مثلا وہ بیوی جس سے دخول نہیں ہوا اور اس نے اپنا آپ خاوند کے سپرد نہیں کیا " انتہی بتصرف.

دیکھیں: کشاف القناع (2 / 252).

واللہ اعلم .